بودھ رہنما کا 'جوہری ہتھیاروں کے خاتمے کے معاہدے پر اطمینان کا اظہار-

بودھ مفکر دائی ساکو اکیدا نے کہا ہے کہ جوہری ہتھیاروں کے خاتمے اور انسانی تباہی کے تمام ہتھیاروں کے مکمل خاتمے کے لیے جلد سے جلد بات چیت شروع کی جائے تا کہ عالمی معاہدہ کو ممکن بنایا جاسکے- ہیروشما اور ناگاسا کی پر بم گرائے جانے کی سترویں سالگرہ اس کے لیے ایک بہترین موقعہ ہے-

جوہری ہتھیاروں کے کنونشن کی شکل میں ہونے والا ایک بین الاقوامی معاہدہ نہ صرف ان ہتھیاروں کی تیاری ' پیداوار ' تجربات ' ذخیرہ اندوزی اور ان کی منتقلی کو روکے گا بلکہ ان کے مکمل خاتمے کے لیے بھی مددگار ہوگا- یہ بالکل ویسا ہی معاہدہ ہوگا جیسا کہ موجودہ کنونشن میں بیان کیا گیا ہے اس میں حیاتیاتی اور کیمیائی ہتھیاروں کے ساتھ انسان کش بارودی سرنگیں بھی شامل ہیں-

جوہری ہتھیاروں کے کنونشن کا مسودہ ۱۹۹۶ء سے زیر بحث ہے- ۳ مئی سے ۲۸ مئی تک نیو یارک میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی جوہری ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کی کانفرنس کے معاہدے میں شامل اراکین کی جائزہ کمیٹی کی حتمی رپورٹ سے NWC کو اب پہلی بار ایک حوالہ معلوم ہوا ہے- اور ''ہمیں اس پر مسلسل زور دینا ہوگا''- یہ بات بودھ تنظیم سوکا گا کائی (SGI) کے صدر دائی ساکو اکیدا نے کہی جو برسوں سے جوہری ہتھیاروں کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرتے رہے ہیں- انہوں نے ستمبر ۲۰۰۹ء کے اوائل میں پانچ نکاتی منصوبہ تیار کیا تا کہ جوہری ہتھیاروں کا مکمل خاتمہ ہو سکے-

صحافی رمیش جاؤرا نے انٹر پریس سروسز اور IDN کے تعاون سے SGI کے صدر کا ای میل کے ذریعے جو انٹرویو لیا تھا اسے ہم مختصراً یہاں پیش کر رہے ہیں-

سوال: ڈاکٹر اکیدا آپ کا ' NPT کی جائزہ کانفرنس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا واقعی اس کے ذریعے ایٹمی عدم پھیلاؤ میں پیش رفت ہوئی ہے؟ یا جیسا کہ کچھ مبصرین کا خیال ہے کہ اس میں بھی صرف گھسے پٹے وعدے کیے گئے ہیں؟

جواب: جیسا کہ آپ نے خود کہا ہے دراصل اب لوگ اس جائزہ کانفرنس کے نتائج پر غور کر رہے ہیں اور اس پر مختلف رائے پائی جاتی ہے- مثلاً نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایٹمی اسلحہ رکھنے والی قومیں اور ایٹمی اسلحہ نہ رکھنے والی قوموں کے اختلافات کا کوئی حل اس میں نہیں نکل سکا- نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ابتدائی مسودے میں فوراً بات چیت شروع کرنے کے لیے جو کہا گیا تھا اس کو آخری مسودے میں جگہ نہ مل سکی- اس کے علاوہ بھی اور بہت سے مسائل تھے جن پر پوری توجہ نہ دی جا سکی-

بہر حال اس کے باوجود ۲۰۰۵ء کی این پی ٹی میں ہونے والے اختلافات سے قطع نظر اس کے حتمی مسودے میں ایکشن پلان کی گنجائش رکھی گئی ہے اور میرے نزدیک یہ ایک مثبت قدم ہے کہ مختلف حکومتوں کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ دنیا کو ایٹمی اسلحہ سے پاک کرنے کے لیے ہمیں اس موقعہ کو ضائع نہیں کرنا چاہیے-

سوال: جو کچھ اس کانفرنس سے حاصل کیا گیا ہے اس کی آپ کے نزدیک کیا اہمیت ہے؟

جواب: میرے خیال میں اس کانفرنس کے تین قابل ذکر پہلو ہیں- پہلا یہ کہ تمام ملکوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ دنیا کو جوہری ہتھیاروں سے پاک کرنے کے لیے ایک واضح لائحہ عمل اپنانا ہوگا- اس کے حتمی مسودے میں پہلی بار جوہری ہتھیاروں کے کنونشن کا ذکر بھی کیا گیا ہے-

دوسری بات یہ ہے کہ اس کانفرنس نے تسلیم کیا ہے کہ جوہری ہتھیاروں کا ہر حال میں خاتمہ کیا جانا چاہیے-اور تیسری بات یہ کہ اس کانفرنس نے عالمی انسانی حقوق کی بات بھی اٹھائی ہے تا کہ اس کی وجہ سے کہیں جوہری ہتھیاروں کا استعمال نہ ہو سکے-

جوہری ہتھیار نہ رکھنے والے ملکوں اور این جی اوز کی جانب سے جوہری ہتھیاروں کے خاتمے کے کنونشن کا مطالبہ ماضی میں یہ کہہ کر رد کیا جاتا رہا ہے کہ یہ مطالبہ قابل عمل نہیں ہے اور اس میں بین الاقوامی تعلقات کی نزاکتوں کا خیال نہیں رکھا گیا ہے-اس کے نتیجے میں کبھی بھی اسے عالمی سطح کے مذاکرات کا حصہ نہیں بنایا گیا تھا مگر این پی ٹی کی جائزہ کمیٹی میں اس کا شامل کیا جانا بھی تو بذات خود ایک اہم قدم ہے-

میں سمجھتا ہوں کہ سب ہی نے بالآخر مل جل کر اس بات کو محسوس کر لیا ہے اور ان میں جائزہ کانفرنس کے صدر، اقوام متحدہ کی متعلقہ ایجنسیاں مثلاً تحفیف اسلحہ کا ادارہ، اور وہ حکومتیں جو تخفیفِ اسلحہ کی حامی ہیں اور سول سوسائٹیز کی مختلف تنظیمیں وغیرہ سب ان میں شامل ہیں-مثال کے طور پر جاپان کے نوجوانوں کی تنظیم ''سوکا گکائی'' نے تقریباً ۲۲ لاکھ دستخطوں کے ذریعے کنونشن کے صدر اور اقوام متحدہ کے سکریٹری جنزل پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس سلسلے میں کچھ عملی اقدام کریں-

سوال: سائنس اور عالمی تعلقات کی Pugwash کانفرنس کے صدر ڈاکٹر جیانتھا دھن پالا نے مشرق وسطیٰ کے بارے میں ۱۹۹۵ء کی قرارداد پر عمل کرنے کے فیصلے کو اس کانفرنس کی ایک بڑی کامیابی قرار دیا ہے لیکن بہت سے ماہرین نے اس پر شک کا اظہار کیا ہے کہ یہ معاہدہ مشرق وسطیٰ کو جوہری اسلحوں سے پاک علاقہ بنانے میں معاون ہوگا-اسرائیل اور امریکہ کے چند اہم امور پر تحفظات کے پیش نظر کیا یہ شک صحیح نہیں ہے؟

جواب: وسطی ایشیا اور افریقہ کو جوہری اسلحوں سے پاک رکھنے کا جو معاہدہ گزشتہ برس کیا گیا تھا اس سے ہمیں کافی تقویت ملی ہے- لاطینی امریکہ، جنوبی بحراوقیانوس اور جنوب مشرقی ایشیا کے ساتھ یہ خطے بھی اس میں شامل ہو چکے ہیں-یہ بات بلاشبہ بہت اہم ہے کیوں کہ اس میں وہ ممالک بھی شامل ہیں جو ماضی میں یا تو جوہری صلاحیت حاصل کر چکے تھے یا اس کے اہل ہیں-

اب دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی اسی طرح کے معاہدے پر زور دیا جائے-البتہ شمال مشرقی ایشیا اور جنوبی ایشیا اور سب سے بڑھ کر مشرق وسطیٰ میں ہمیں بے حد مشکلات اور چیلنج کا سامنا ہے-

یہ وہ پس منظر ہے جس کے تحت این پی ٹی جائزہ کانفرنس نے ۲۰۱۲ء میں مشرق وسطیٰ کو جوہری اسلحوں اور انسانی تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے پاک علاقہ قرار دینے کی حمایت کی ہے- بہر حال ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مشرق وسطیٰ کے مسائل بہت پیچیدہ ہیں اور یہ کسی ایک کانفرنس میں حل نہیں ہو سکتے ہیں-درحقیقت، ان تنازعوں، فسادات اور آپس کی دشمنی کی بہت پرانی تاریخ ہے اور اگر یہ ایک کانفرنس میں مل بیٹھتے ہیں تو یہ بھی ایک بہت اہم بات ہوگی-

لیکن موجودہ صورت حال بہر حال نا قابل برداشت ہے اور کسی بھی لمحے ڈرامائی طور پر اور بھی خراب ہو سکتی ہے-ان وجوہات کی بنا پر ضرورت اس بات کی ہے کہ مذاکرات کی راہ ہموار کی جائے اور کشیدگی کو کم سے کم کیا جائے-

[IDN - In Depth News / 21 -06- 2010]